مقدمہ

اتحاد بین المسلمین

مرتبہ

پروفیسر سید وصی رضا

مجلس امامیہ پاکستان

پیش کردہ
شعبہ نشر و اشاعت
مجلس امامیہ پاکستان (رجسٹرڈ)

بخدمت گرامی جناب جسٹس قدیر الدین صاحب،

از سید وصی رضا

"میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے"

Raza

3/10/1981

"اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسّی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا" ۳ (۱۰۳)

اتحاد بین المسلمین

اچھی طرح سمجھ رکھو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان ایک برادری ہیں۔"

(قول رسولؐ از خطبہ حجۃ الوداع)

مرتبہ ریٹائرڈ پروفیسر سید وصی رضا

پیش کردہ شعبۂ نشر و اشاعت

مجلس امامیہ پاکستان

مرکزی دفتر: ۱۴۰۔ای رضویہ سوسائٹی کراچی

(شیخ شوکت علی پرنٹرز)

انتساب

بصد عجز و نیاز بحضورِ سرورِ کائنات، رحمۃ للعالمین،

خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

دھائی ہے تری اے صاحبِ امت دھائی ہے

مسلمانوں کے ہاتھوں سے مسلمانوں پہ کیا گذری

احقر العباد

مرتّبِ رسالۂ ھذا

۷۸۶

اتحاد بین المسلمین

(محرکِ تالیف)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ . . . . مُسْلِمُوْنَ (۶۴) سورہ ۳

(اے رسولؐ !) کہ دو کہ اے اہل کتاب ! جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اسکی طرف آؤ۔ وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا کارساز نہ سمجھے، اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں ۔

جب یہ آیہ کریمہ میری نظر سے گزری تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ جب خدائے علیم خود ہی اپنے رسول کریمؐ سے ارشاد فرماتا ہے کہ اہلِ کتاب کو (صرف) ایک ہی یکساں بات یا اشتراک کی دعوت دو اور اگر وہ نہ مانیں تو یہ کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ ہم تو خدا کے فرمانبردار بندے ہیں

تو پھر مسلمانوں کے مختلف فرقوں (بلکہ ایک ہی فرقہ کے تمام گروہوں) میں تو تمام بنیادی عقائد یکساں ہیں ان کے درمیان اتحاد و

اتفاق کیوں نہیں ہو سکتا۔ بھلا ایسا کون سا مسلمان ہوگا جا ہے وہ جس فرقہ سے تعلق رکھتا ہو جو اس کا اقرار نہ کرتا ہو کہ اللہ میرا رب، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نبی، اسلام میرا دین، قرآن میری کتاب اور کعبہ میرا قبلہ ہے[۱]

اس خیال کے ساتھ جب بندہ نے اپنی بساط بھر سمجھ کر کلام پاک کا نئے سرے سے بغور بار بار مطالعہ کیا تو مفید مطلب آیات بینات کی کثرت دیکھ کر حیران رہ گیا اس کے بعد بلا لحاظ فرقہ واریت احادیث نبوی سے رجوع کیا تو مزید انشراح صدر اور انبساط قلب حاصل ہوا پس میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ

---

[۱] ان عقائد پنجگانہ کو علامہ اقبالؒ نے اپنی معروف نظم "جواب شکوہ" کے ایک بند کے ان دو مصرعوں میں سمو دیا ہے ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک، اور حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک؛ پھر ایک مصرعہ میں اس اشتراک پنجگانہ کے لازمی نتیجہ کی طرف یوں اشارہ کیا کہ "کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک" اور[۲] کئے اس منطقی نتیجہ سے انحراف کے نتائج سے متنبہ کر دیا کہ " فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں ؛ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں ؟

[۲] حلقہ ○ میں آیت کا نمبر اور اس کے باہر سورہ کا نمبر دیا گیا ہے۔ یعنی تیسری سورۃ کی چونسٹھویں آیت ہے۔ پوری تالیف میں یکسانی کے لئے اسی طریقہ پر عمل کیا گیا ہے۔

بشیتر آیاتِ محکمات اور چند احادیثِ متفقہ کی روشنی میں اتحادبین المسلمین کے لئے ایک رسالہ مرتب کروں۔ ہر چند کہ بمطابق آیہ کریمہ "بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ . . . . . ." (بلکہ انسان اپنے نفس سے واقف ہوتا ہے۔ دیانتدارانہ معروضی[1] خود حسابی پر اپنے آپ کو اس کارِ عظیم کا حریف نہ پاتا تھا۔ تاہم یہ سوچ کر کہ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا، اللہ کا نام لے کر اس کارِ خیر کی طرح ڈال دی بمثلے: "در کارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست۔ اگرچہ میں نہ فقیہ ہوں نہ مجتہد، نہ مفسر ہوں نہ محدث، اور کتاب اللہ میں قیاس کو دخل نہیں، رائے کی مجال نہیں، تاہم خود قرآن حکیم نے قدم قدم پر میری رہنمائی کی کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں طرح طرح سے پھیر پھیر کر صاف اور واضح بیان فرماتا ہے اور" قرآن کے بعض حصے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ تاکہ ہم ہدایت پا سکیں۔ احادیث نبوی کا اصل رہنما اصول تو خود آنحضرتؐ نے بتا دیا ہے کہ اگر میری حدیث کو مطابق قرآن پاؤ تو قبول کر دو ورنہ رد کر دو (کیوں کہ وہ فرضی ہوگی)۔ پھر فرمودات ربانی کی طرح ارشاداتِ نبوی میں بھی تکرار اور بڑی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے الاّ ماشاء اللہ۔ لہٰذا فریقین کے مجموعہ ہائے احادیث میں سے جو

---

[1] Objective Self-assessment

تاکہ اس نے خود ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ "اور وہ نیک بندے) کہ جب انکو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ہیر اندھے اور بہرے ہی نہیں کرتے (۷۲) ۲۵
اور وہ بار بار انسان کو تدبر اور تفکر کی دعوت بھی دیتا رہتا ہے۔

دستیاب ہو سکے، جو قول رسول مفید مطلب پایا اس سے استفادہ کیا اور اپنی علمی بے بضاعتی اور قلت وسائل کے باوجود بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا، کہہ کر کشتی دریا میں ڈال دی ہے۔ السّعی منّی والاتمام من اللہ۔

سید وصی رضا

اتحاد بین المسلمین

(مقدمہ تالیف)

بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ دیکھا جارہا ہے کہ آجکل جبکہ اسلام
واہل اسلام پر اغیار کی یلغار کے مقابلہ میں مسلمانوں کے مابین اتحاد واتفاق
کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، مسلمانوں کے مختلف فرقے بلکہ ایک ہی
فرقہ کے مختلف گروہ آپس ہی میں دست وگریبان ہیں۔ علی الخصوص
برصغیر پاک وہند میں جہاں اسلام اور شعائر اسلامی کا نسبتاً زیادہ چرچا
ہے یہ چپقلش اور بھی نمایاں ہے۔ دراصل یہ کام علماء وفقہاء کا ہے کہ وہ
مسلمانوں کو اخوت کا درس دیں اور قرآن حکیم واحادیث سنتِ رسول
کی روشنی میں ملتِ بیضاء کی شیرازہ بندی کی کوشش کریں بلکہ بردباری
اور رواداری کے نمونے بن کر اپنے متبعین ومقلدین کو صلح وآشتی کی راہ
پر گامزن ہونے کی تلقین وہدایت کریں یعنی جو کہیں وہ کر کے بھی دکھائیں
مگر بکمال دلسوزی اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ باہمی مخاصمت
ومنافرت میں بیشتر علمائے سوء (برے) ہی کا ہاتھ ہے بقولے: چو کفر از
کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ لہٰذا اس ناچیز بندہ نے اپنی علمی بے بضاعتی
وقلتِ وسائل کے باوجود بطور فرض کفایہ اس بارگراں کو اپنے ناتوان
کندھوں پر اٹھانے کی جسارت کی ہے۔ خدا میری مدد کرے بقول عرفی شیرازی

یوسف وشی آنکہ راست در دہر فتح باب　　محتاج احتیاج کلیدش نمی کنند

اس ضمن میں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ اس کار خیر کی یہ پہلی کوشش نہیں ہے بلکہ جہاں تک میری محدود معلومات کا تعلق ہے گزشتہ چند برسوں میں اللہ کے دو نیک بندوں نے اس کے لئے قلمی کوشش کی ہے چنانچہ سید العلماء علامہ سید علی نقی صاحب کی "اتحاد الفریقین" اور ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم کی "بھائی بھائی" بعض قارئین کرام کی نظروں سے گزری ہوں گی

منعم حقیقی ان حضرات کو جزائے خیر دے۔ مقصود اس بندہ ہیچ کا بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں (بلکہ گروہوں) کے درمیان جو کشیدگی پائی جاتی ہے وہ دور ہو۔ باہمی رواداری کو فروغ ہو اور آپس میں بھائی چارہ کی فضا قائم ہو۔ مگر اس منزل سعید تک پہونچنے کا میرا راستہ ان دونوں حضرات سے قدرے مختلف ہے۔ علامہ موصوف نے بعض امور مہمہ کے بارے میں بالتحقیق فرمایا ہے کہ فریقین (سنی و شیعہ) کے درمیان وہ اختلافات عقائد نہیں ہیں جو بالعموم سمجھے جاتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم نے بعض معروف کتب تاریخ کے حوالوں سے بعض بزرگان دین کے مابین خوشگوار تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان دونوں مقتدر حضرات کی نیتیں نیک اور مقصد محمود تھا اور ان کے فرمودات ہر فرقہ کے مسلمانوں کے لئے توجہ اور غور کے مستحق ہیں مگر بندہ نہ عالم دین ہے اور نہ ماہر تاریخ اسلام بلکہ علوم دین علی الخصوص قرآن و حدیث اور سیرت و

تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم ہے لہٰذا اس نے اپنی حدود میں رہتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اختلافات عقائد اپنی جگہ پر قائم سہی اور مورخین و علماء کا بعض امور میں کلی اتفاق نہ سہی تاہم بحیثیت مسلمان ہمارا یہ منصب نہیں ہے کہ ہم اپنا نقطۂ نظر دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کریں اور اس کو منوانے کے لئے از راہ تعصب، و عناد طعن و تعریض بلکہ جبر و اکراہ سے بھی دریغ نہ کریں جبکہ قرآن کریم صاف صاف اعلان کر رہا ہے کہ "دین میں زبردستی (کا کچھ کام) نہیں ہے" (آیۃ الکرسی) اور "تم اپنے دین پر، میں اپنے دین پر" (سورۃ الکافرون)

دراصل متحارب فریقین مسلمان (ایک طرف) اور کفار و مشرکین (دوسری طرف) ہیں نہ کہ مسلمان اور مسلمان چاہے وہ مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہ احکم الحاکمین کا قول فیصل ہے جس سے کسی مسلمان کو سرتابی کی مجال نہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ "یہ دونوں فریق ایک دوسرے کے دشمن، اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑتے ہیں تو جو کافر ہیں۔۔۔" (۱۹: ۲۲) ؎

اس میں بھی یہ نکتہ ملحوظ خاطر رہے کہ کفار و مشرکین کے ساتھ بھی مجادلہ کے کچھ آداب اور محاربہ کے کچھ حدود متعین ہیں جن سے انحراف ظلم

؎ اور سورۃ النساء کی آیت ۱۰۸ میں بھی لفظ فریقین حضرت ابراہیم (ایک طرف) اور مشرکین (دوسری طرف) کے لئے آیا ہے۔ (مؤلف)

اور تجاوز و زیادتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم و زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "(اے رسول!) تم لوگوں کو اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلاؤ اور بحث و مباحثہ کرو بھی تو اس طریقہ سے جو (لوگوں کے نزدیک) سب سے اچھا ہو۔ (۱۲۵)" ۱۶۔ پھر سورۂ عنکبوت میں فرمایا گیا کہ "اور (اے ایمان والو!) اہل کتاب سے مناظرہ نہ کیا کرو مگر عمدہ اور شائستہ الفاظ و عنوان سے لیکن ان لوگوں سے جنھوں نے تم پر ظلم کیا (کے ساتھ رعایت نہ کرو) (۴۶)" ۲۹۔ اور (اے رسولؐ!) تم درگزر کرنا اختیار کرو اور اچھے کام کا حکم دو اور جاہلوں کی طرف سے منہ پھیر لو۔ (۱۹۹)"۷۔

عنکبوت

اور فرمایا کہ "اور (خدائے) رحمٰن کے خاص بندے تو وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام (تم سلامت رہو) (۶۳)" ۲۵۔ اور فرمایا کہ "اور جب کسی سے کوئی بری بات سنو تو اس سے کنارہ کش رہو اور صاف کہہ دیا کرو کہ ہمارے واسطے ہماری کارگزاریاں اور تمہارے لئے تمھاری کارستانیاں۔ بس (دور ہی سے) تمھیں سلام ہے ہم جاہلوں (کی صحبت) کے خواہاں نہیں۔ (اے رسول!) بے شک تم جسے چاہو منزل مقصود تک نہیں پہونچا سکتے مگر ہاں خدا جسے چاہے منزل مقصود تک پہونچائے

اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں سے خوب واقف ہے (۵۶و۵۵)" ۲۵۔
حضرات موسیٰ وہارون علیہما السلام کو جب فرعون کی طرف بھیجا گیا تو
ارشاد ہوا کہ " اس سے نرمی سے کلام کرنا شاید وہ غور کرے اور (خدا سے)
ڈر جائے (۴۴)" ۲۰۔ اور (اے رسول!) ہم نے تم کو ان پر نگہبان
(حفیظ مقرر نہیں کیا اور نہ تم ان کے داروغہ (وکیل) ہو (۱۷)" ۶۔ اور
جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں تم ان کو گالی مت دو کہ
یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے، بے سمجھے بوجھے برا (نہ) کہنہ بیٹھیں۔ اس
طرح ہم نے ہر ایک فرقہ کے اعمال (ان کی نظروں میں) اچھے کر دکھائے
پھر ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو بتائے
گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے (۱۰۸) ۶۔ اور فرمایا کہ (اے محمدؐ!) تم تو صرف
نصیحت کرنے والے ہو اور خدا ہر چیز کا نگہبان ہے (۱۲)" ۱۱۔ مجادلہ
کے علاوہ محاربہ کے لئے بھی احکام الٰہی صاف اور صریح ہیں کہ جو تم سے
نہ لڑے اس سے نہ لڑو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "جن مسلمانوں سے
(خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں)
کیوں کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور خدا ان کی مدد کرے گا وہ یقیناً ان کی مدد
پر قادر ہے (۳۹)" ۲۲۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے
گئے تھے (انھوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں (وہ) یہ کہتے ہیں کہ ہمارا
پروردگار خدا ہے ...... (۴۰)" ۲۲۔ اور خدائے ذوانتقام نے
بدلہ لینے میں عدل سے کام لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ "اور اگر تم ان کو

تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہونچی ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت اچھا ہے۔ (۱۲۶) ۱۶۔

پھر فرمایا کہ "اور جو شخص (کسی کو) اتنی ہی ایذا دے جتنی ایذا اس کو دی گئی پھر اس شخص پر زیادتی کی جائے تو خدا اسکی مدد کرے گا۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے (۶۰)" ۲۲۔

حاصل کلام یہ ہے کہ کفار و مشرکین سے بھی خواہ مخواہ جھگڑا مول لینے کی اجازت نہیں ہے چنانچہ جنگ میں جارحیت اور جھگڑے میں سبقت اچھے اور سچے مسلمانوں کا شیوہ اور شعار نہیں ہے اسلام تو امن و آشتی کا دین ہے۔ البتہ اگر مسلمانوں پر ظلم و تعدی کی جائے تو ظالموں سے لڑنے میں مضائقہ نہیں ہے مگر اس میں بھی ظلم و زیادتی کی مطلق اجازت نہیں ہے بدلہ لینے کی اجازت عدل کے ساتھ مشروط ہے، خدائے عادل مسلمانوں کو عدل کرنے کا حکم دیتا ہے حتی کہ دشمن کے ساتھ برتاؤ میں بھی عدل کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ جنگ و جدال سے قطع نظر جہاں تک زمانہ امن میں اعتقادات کے اختلافات کا تعلق ہے غیروں سے بطریق احسن مناظرہ کی اجازت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ سے فرماتا ہے کہ "اور (اے رسولؐ!) اگر یہ تمھاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ مجھ کو میرے اعمال (کا بدلہ ملیگا) اور تم کو تمھارے اعمال (کا)، تم میرے عملوں کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمھارے عملوں کا جوابدہ نہیں ہوں (۴۱)" ۱۰۔ اس قبیل کی کثیر آیتوں میں سے چند اس مضمون

میں پیش کی جا رہی ہیں ورنہ قرآن حکیم تو صبر و ضبط، عدل و رحم، بُردباری و روا داری وغیرہ صفات حسنہ کی صفت و ثنا سے بھرا پڑا ہے۔ اور آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ کہ عین مطابق قرآن تھی رأفت و رحمت، اور شفقت و مروت کی مجسم تصویر تھی۔ سچے اور اچھے مسلمانوں کی شان تو یہ ہے کہ وہ نیکیوں میں سبقت کرتے اور صلح کو خیر سمجھتے ہیں وہ خدائے رؤف و رحیم کے فرمانبردار بندے اور رحمۃ للعالمین کے مخلص پیرو ہیں۔ شفقت ان کا شیوہ اور رافت ان کا شعار ہے۔ بے شک وہ کفار پر سخت ہیں مگر اللہ کی باندھی ہوئی حدود کے اندر۔ اور حدود اللہ سے تجاوز کرنا بندۂ مومن کا شیوہ نہیں کیونکہ ایسا کرنا ظلم و زیادتی ہے اور اللہ ظلم و زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ تو رہا اغیار کے ساتھ معاملہ اور اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ "اور مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (۱۰) ۴۹" جہاں تک مسلمانوں کے باہمی سلوک کا تعلق ہے اس بارے میں، احکام الٰہی اتنے واضح ہیں کہ ان میں دو رائیں ہونا ہی نہ چاہیئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "مومنو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا (۱۰۲) ۳۔ اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے

بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہونچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا، اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ (۱۰۳)"۔ ۳۔ پھر فرمایا کہ "اور خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ ایسا کرو گے تو، تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی (اقبال جاتا رہے گا)، اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے (۴۶)"۔ ۸۔

اور اس کے رسولؐ نے فرمایا کہ "اچھی طرح سمجھ رکھو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان ایک برادری ہیں" (خطبۂ حجۃ الوداع) بحوالۂ ابن ہشام)۔ تو مسلمان بھائیو! ہم سب کو خدا کو جان دینی ہے ذرا سوچو کہ اتنے صاف و صریح احکام خدا و رسول کے بعد جزئی اختلافات و عقائد کی آڑ میں ایک دوسرے کی دشمنی تم کو کب روا ہے اور تم ایسا ہرگز نہ کرو گے جب تک کہ شیطان کے کہنے پر نہ چلنے لگو جو تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے اور وہ (شیطان) تم کو اندر اور باہر سے گھیرے ہوئے ہے۔ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ہر آدمی کے دل میں شیطان گھٹنے ٹیکے ہوئے بیٹھا ہے جب بھی وہ ذکر و فکر (الٰہی) سے خالی ہوتا ہے یہ اس پر حملہ کر بیٹھتا ہے"، اندر کا شیطان ہم کو دین میں غلو (مبالغہ) پر اکساتا رہتا ہے حالانکہ اللہ نے غلو فی الدین (دینی امور میں مبالغہ) کی قرآن حکیم میں دو بار صریحاً ممانعت فرمائی ہے (لا تغلوا فی الدین اور لا تغلوا فی دینکم)۔ دین میں مبالغہ نہ کیا کرو

اور اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو) اور اس کے رسولؐ نے قولاً و فعلاً میانہ روی کا حکم دیا ہے۔ حدیث معروف ہے کہ "خیر الامور اوسطہا" "تمام معاملات میں بہترین راستہ درمیانی ہے)۔ دین میں بھی درمیانی راستہ کی اہمیت و افادیت پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ عبادت میں بھی غلو کی واضح طور پر مخالفت کر دی گئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ (اے محمدؐ!) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو رات کو قیام کرو مگر تھوڑی رات (قیام آدھی رات (کیا کرو) یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ (۱تا۴) ۷۳"۔ بعض نے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ رات کو قیام کیا کرو مگر آدھی رات یا آدھی رات سے کچھ کم، زیادہ قیام نہ کیا کرو (فتح الحمید) اور تفسیر صحیح ہے کیونکہ بقول رسولؐ انسان پر اس کے جسم کا بھی حق ہے اور اس کے اہل (بیوی وغیرہ) کا بھی۔ بلکہ آنحضرتؐ نے عبادت میں بھی میانہ روی پر اتنا زور دیا ہے کہ عبادتوں میں سے اس عبادت کو بہتر قرار دیا ہے جس میں مواظبت (ہمیشگی) کی جائے۔ اور صاف صاف فرما دیا ہے کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "اعتدال سے عبادت کرو اور بشارت ثواب پاؤ" (ترمذی)

چنانچہ دین میں غلو تعصب (اور تعصب بھی جاہلانہ) اور جزوی اختلاف پر اپنے مسلمان بھائی سے برگشتہ کرتا بلکہ اس کا دشمن بنا دیتا ہے مثلاً جب ہم پر وحدت کا غلبہ ہوتا ہے تو ہم کو ہر شخص مشرک نظر آنے لگتا ہے۔ پیروی سنت کے زعم میں ہم ادنیٰ سے اختلاف طریق پر مرنے مارنے

پر تل جاتے ہیں اور دوسروں کو بدعتی قرار دیکر اسپر درست تعدی دراز کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اسکی ایک عبرت ناک مثال پیش خدمت ہے۔ ریٹائرڈ پروفیسر قاضی محمد احمد صاحب ناقل ہیں کہ جب وہ اپنے آبائی گاؤں خاکی تحصیل مانسہرہ ضلع ہری پور (ہزارہ) میں مقامی مسجد کے پیش نماز تھے ایک مسافر کہیں سے آیا اس نے بوقت سلام انگشت شہادت اٹھائی بعض اجڈ گنوار بگڑ گئے بلکہ ان میں سے ایک اکھڑ نے ڈب سے چھرا نکال لیا کہ اس بدعتی کی انگلی کاٹ ڈالوں گا۔ قاضی صاحب نے اس کو سمجھایا کہ یہ بھی طریقہ ہے (تمھارا نہ سہی) اور تم کو اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا دوسرے سمجھدار لوگوں نے بھی اسکو سمجھایا بڑی مشکل سے وہ اپنے فاسد ارادہ سے باز آیا۔[1]

یہ تعصب جاہلانہ ہی ہے جو ہم کو خدائی فوجدار بنا کر خوار کرتا ہے اور یہ نتیجہ ہے غلو فی الدین کا ورنہ ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی جانتا ہے کہ ہر جماعت کا اپنا مسلک ہے۔ کون صحیح ہے اور کون غلط ہے تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور وہی اسکا فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے کہ اے پیغمبر! تم لوگوں سے کہو کہ بھائیو! تم اپنی جگہ عمل کرو میں اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں پھر آگے چل کر تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخر کار کس کا انجام بخیر ہے۔ تو اے پیغمبرؐ تم انکو اور انکی افترا پردازیوں کو اللہ پر چھوڑ دو (۱۵ تا ۱۴)

---

[1] قاضی صاحب بحمد اللہ حیات ہیں اور آجکل ایبٹ آباد میں مقیم ہیں (مؤلف)۔

مسلمانوں کا ہر گروہ کتاب اللہ و سنت رسولؐ سے تمسک کا دم بھرتا ہے
ان کے اپنے اپنے علماء، فقہا، مفسرین و شارحین ہیں۔ عامۃ الناس تو
بس اپنے آبائی دین ہی پر ہیں یہ بیچارے لکیر کے فقیر جس مسلک میں پیدا ہوئے
ہیں اسی پر مر بھی جاتے ہیں اور ان کا دوسرے مسلک والوں سے تعرض کرنے
کا سوال ہی پیدا نہ ہونا چاہیئے کیوں کہ یہ کچھ سمجھتے بوجھتے نہیں ہیں ان سے
چھیڑ چھاڑ کرنا قطعاً مناسب نہیں ہے۔ ویسے بھی قرآن حکیم نے جہلاء سے منھ پھیر
لینے اور انکی صحبت سے دوری کی ہدایت فرمائی ہے چنانچہ ارشاد باری
تعالیٰ ہے کہ: (اے رسولؐ!) تم درگزر کرنا اختیار کرو اور اچھے کام
کا حکم دو اور جاہلوں کی طرف سے منہ پھیر لو (۱۹۹)" ۷۔ اور (خدائے) رحمٰن
کے خاص بندے تو وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جب جاہل
لوگ ان سے (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام (تم سلامت
رہو)۔ (۶۳)" ۲۵۔ اور جب کسی سے کوئی بری بات سنی تو اس سے کنارہ کش
رہے اور صاف کہہ دیا کہ ہمارے واسطے ہماری کارگزاریاں ہیں اور تمہارے
واسطے تمھاری کارستانیاں (بس دور ہی سے) تمھیں سلام ہے۔ ہم جاہلوں
(کی صحبت) کے خواہاں نہیں (۵۵)" ۲۸۔ ہمارے نفس کے علاوہ مسلمانوں
کے درمیان افتراق و انتشار پھیلانے والے مفسدین ہیں جو ناصح مشفق
کے روپ میں جلوہ گر ہو کر ذاتی اور نجی فائدہ کے لئے مسلمانوں کے مختلف
فرقوں بلکہ ایک ہی فرقہ کے مختلف گروہوں میں اختلاف کی خلیج حائل کر کے
اس کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہتے ہیں۔ انمیں بھی دو طرح کے لوگ ہیں

ایک تو وہ جو اتنے نادان (بے حکمت) ہیں کہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم فتنہ و فساد پھیلا رہے ہیں اور دوسرے جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں اور یہ دوسرے قبیل کے لوگ ہیں جو پہلے والوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ یہ لوگ یا تو علمائے سوٗ (برے) ہوتے ہیں یا نام نہاد علماء ہوتے ہیں جو اِدھر اُدھر سے چند کلمات یاد کر لیتے ہیں یا دینی درس گاہوں سے وابستہ ہوتے ہیں یا ہوتے جاہل ہیں مگر جہلوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم عالم ہیں۔ علمائے سوٗ کے متعلق چودہ سو سال پہلے آنحضرتؐ فرما چکے ہیں۔ مگر اس سے پہلے علمائے خیر کے متعلق عرض ہے کہ بہ پیش خدا و خلق ان کا بڑا درجہ ہے وہ انبیاء علیہم السلام کے ورثاء، دینِ مبین کے حامی، شرعِ متین کے نگہبان، اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دینے والے، نیکیوں کی طرف بلانے والے، برائیوں سے بچانے والے، حق و صبر کی وصیت کرنے والے، بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ (صراطِ مستقیم) دکھانے والے۔ نیکوکار، پرہیزگار، سادگی شعار، عادل، فقیہہ، مفسرِ قرآن، شارحِ حدیث، سیرت و تاریخ پر عبور رکھنے والے اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس سے بڑھ کر وہ اور کیا کیا ہوتے ہیں ان کے فضل و کمال کا احاطہ اہلِ فضل و کمال ہی کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک سے انکی فضیلت ثابت ہے اور متعدد احادیث متفقہ و معتبرہ ان کے مناقب کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ یہ بجا طور پر مرجعِ خلائق ہیں اور بہت تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں۔ ان کی شان میں گستاخی نازیبا اور ان کے خلاف زبان کھولنا ناروا ہے۔ البتہ اشکال اس میں ہے کہ کیا وہ علماء بھی

واجب تعظیم ہیں جو دنیا دار، ریاکار، شرخیز، فتنہ انگیز اور مفسدہ پرداز ہیں یا جو عالم نہیں ہیں بس اِدھر اُدھر سے چند کلمات سیکھ لئے ہیں یا پیٹ پالنے کے لئے کسی دینی درسگاہ سے وابستہ ہو گئے ہیں اور چند انسان نما لوگوں نے ان کو عالم سمجھ لیا ہے یا وہ لوگ جو علم سے بے بہرہ اور حکمت سے بے نصیب ہیں مگر سازش، جوڑ توڑ، گروہ بندی وغیرہ میں مشاق ہیں اور افتراق بین الفریقین و انتشار بین المسلمین کے وسیلے سے دولت بٹور رہے ہیں ان کے قول و فعل میں تضاد ہے اور ان کے ظاہر اور باطن میں بعد المشرقین ہے ان کا کام ہی آپس میں پھوٹ ڈلوانا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے علامہ اقبال نے ملا کی مخصوص اصطلاح وضع کی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ:

دینِ ملّا فی سبیل اللہ فساد[1]

ظاہر ہے کہ اگر ایسے لوگوں کا پردہ چاک نہ کیا جائے اور ان کے داغوں کو نمایاں نہ کیا جائے تو عوام میں ان کا اثر و رسوخ زائل نہ ہوگا اور وہ ملک و ملت کے لئے بدستور خطرہ بنے رہیں گے۔ ایسے لوگ پیش خدا و رسول بھی پسندیدہ نہیں ہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسولؐ نہ فتنہ و فساد کو پسند فرماتے ہیں اور نہ مفسدوں کو۔ اس بارے میں بارہا کلام پاک میں آیا ہے

اللہ تعالیٰ فتنہ (و فساد) کو قتل سے بھی سخت (اشد) اور

---

[1] علامہ مرحوم علمائے دین کا بہت احترام کرتے تھے چنانچہ مکاتیب اقبال میں سید سلیمان ندوی مرحوم وغیرہ کے نام ان کے خطوط سے ظاہر ہے۔ (مؤلف)

اور بڑا (اکبر) قرار دیتا ہے۔ علمائے سوء (بُرے علماء یا مُلّا اپنے مخصوص اصطلاحی مفہوم میں) کے بارے میں حدیث رسولؐ و قول معصومؑ جس کا سرچشمہ بھی حدیث نبوی ہی ہے) ملاحظہ فرمائیں: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے (منظر عام پر آئیں گے) جو مکر و فریب سے دین کے ذریعہ دنیا کمائیں گے لوگوں کو اپنی نرمی دکھانے کے لئے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے (یعنی بظاہر بڑے نرم دل، شیریں زبان، اسلام کے ہمدرد، تبلیغ کے علمبردار، حق و صداقت کے مدعی، دنیا سے متنفر اور تقدس مآب ہوں گے) انکی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیئے کے ہوں گے ...!"

اس باب میں حضرت ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔

(ترمذی شریف اردو جلد دوم ابواب الزہد حدیث ص ۲۶۸ ناشرین نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ۔ کراچی)

علمائے سوء (مُلّا) کا حشر

بحار الانوار جلد ص۱ میں حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

جہنم میں علمائے سو کے لئے طبقات منقسم ہیں:

(۱)۔ وہ عالم جو اپنے علم کو اپنے پاس خزانہ کرے اور دوسروں تک نہ پہونچائے وہ جہنم کے پہلے طبقہ میں ہوگا۔

(۲)۔ وہ عالم جب اسکو نصیحت کی جائے تو ناک بھوں چڑھائے اور جب وہ دوسروں کو نصیحت کرے تو سختی سے کام لے یہ جہنم کے

دوسرے طبقہ میں ہوگا۔

(۳)۔ وہ عالم جو اپنے کو صاحبان ثروت کے سامنے پیش کرے اور مساکین کو محروم رکھے، وہ جہنم کے تیسرے طبقہ میں ہوگا۔

(۴)۔ وہ عالم کہ اگر اسکی کوئی بات نہ مانی جائے یا اس کے معاملہ میں کوتاہی برتی جائے تو جابر حکمرانوں کا سا سلوک اختیار کرے، وہ جہنم کے چوتھے طبقہ میں ہوگا۔

(۵)۔ وہ عالم جو یہودیوں اور عیسائیوں کے اقوال تلاش کرے تاکہ لوگ اسکو بڑا عالم کہیں اور اسکا رعب زیادہ ہو جائے، وہ جہنم کے پانچویں طبقہ میں ہوگا۔

(۶)۔ وہ شخص جو لوگوں میں اپنا مفتی ہونا ظاہر کرے اور ان کو اپنی طرف دعوت دے خواہ درحقیقت وہ کچھ بھی نہ جانتا ہو، وہ جہنم کے چھٹے طبقہ میں ہوگا۔

(۷)۔ وہ عالم جو اپنے علم کو خود غرضی اور بڑائی کا آلہ بنائے وہ جہنم کے ساتویں طبقہ میں ہوگا۔

(بحوالہ کتاب مقدمہ تفسیر الانوار النجف فی اسرار المصحف از علامہ حسین بخش)

حاصل کلام یہ ہے کہ افتراق بین المسلمین کی ایک بڑی وجہ علمائے سوء (ملا) کی دنیا طلبی ہے بلکہ دنیا پرستی ہے اور طالب دنیا کو مطابق حدیث متفقہ (بین الفریقین) حیوان نجس کہا گیا ہے[1]۔ جب طالب دنیا کو آنحضرتؐ نے حیوان نجس فرمایا ہے تو

---

[1] حدیث معروف ہے کہ دنیا مردار ہے اور اسکے طلبگار کتے۔ (مؤلف)

دنیا پرست اس سے بدرجہا ارزل و اسفل قرار پائے گا علی الخصوص جب وہ مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پیدا کر کے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے بقول ے: "گر مسلمانی ہمین ست کہ واعظ دارد"

وائے گر در پس امروز بود فردائے

مسلمانوں میں افتراق وانتشار کی ایک اور بڑی وجہ سیاست گردی ہے۔ بے شک " جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی " (علامہ اقبالؒ) مگر سیاست کو دین کے تابع ہونا چاہیئے نہ کہ دین کو سیاست کے تابع لایا جائے۔ اگر آپ کو سیاست بازی کا اثر جمیعت مسلمین پر دیکھنا ہو تو الیکشن کے زمانہ میں دیکھئے سیاست گروں کو دین سے جو خلوص اور لگاؤ ہوتا ہے وہ اہل دانش و بینش سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسکی تفصیل میں جانا تحصیل حاصل ہے بمثلے 'عیاں راچہ بیاں'، شاطران بساط سیاست الیکشن کے زمانہ میں بھولے بھالے عوام کو مذہبی جذبات سے کھیلنے کے لئے بھی علمائے سوء کی خدمات گراں قیمت پر حاصل کرتے ہیں جو فرقہ وارانہ اور گروہی منافرت پھیلا کر اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ یہ لوگ نہ صرف مختلف فرقوں بلکہ ایک ہی فرقہ کے مختلف گروہوں کے درمیان جزوی اختلافات کو بنیادی قرار دے کر لوگوں کو بھڑکاتے ہیں چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک ہی فرقہ کے مختلف گروہوں کے افراد ایک دوسرے کے امام جماعت کے پیچھے یا ساتھ نماز تک نہیں پڑھتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ پیشہ ور ملاؤں کی ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ دیگر پیشہ وروں کی طرح ایک دوسرے کے مخالف بلکہ دشمن ہوتے ہیں بمثلے: 'بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن'۔ وہ اور ان کے

مُرید دگر گئے، فریق مخالف کی معمولی بلکہ ادنیٰ فروگزاشتوں کو بڑھا چڑھا کر دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں حتیٰ کہ خود اتہام بازی (غلط الزام لگانے) سے بھی دریغ نہیں کرتے اور تنازع میں مرید اپنے پیروں سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اور بحثا بحثی، گالم گلوج اور مارپیٹ تک نوبت جا پہونچتی ہے۔

آپس میں جھگڑے اور فساد کی سب سے بڑی وجہ چھیڑ چھاڑ ہے حالانکہ کلام پاک میں بار بار پھیر پھیر کے واضح اور مفصل طور پر یہ بات بتادی گئی ہے کہ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" "اور (اے رسول) ان سے کہدو کہ میرا کرنا مجھ کو اور تمھارا کرنا تم کو۔ تم پر میرے عمل کی ذمہ داری نہیں ہے (۴۱)"۱۰۔ "اور (اے رسول!)، ان لوگوں سے کہدو کہ لوگو! جو حق بات تھی وہ تو تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس آچکی پھر جس نے راہِ راست اختیار کی تو اپنے ہی فائدہ کے لئے اس کو اختیار کرتا ہے اور جو بھٹکا وہ بھٹک کر کچھ اپنا ہی کھوتا ہے اور میں تم پر (کچھ) داروغہ تو نہیں ہوں۔ (۱۰۸)"۱۰۔ قارئین کرام! ملاحظہ فرمایا آپ نے یہ احکام الٰہی تو اغیار کے مقابلہ میں ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کے باہمی برتاؤ کا تعلق ہے وہ تو بدرجہا بہتر ہونا چاہیئے کیوں کہ "اور مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل کرادیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (۱۰)" ۴۹۔

خطبہ اور حجۃ الوداع میں کہ خلاصۂ تعلیمات اسلامی ہے آنحضرت ﷺ

نے فرمایا کہ "اچھی طرح سمجھ رکھو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان ایک برادری ہیں (بحوالۂ ابن ہشام)، بے شک امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے منع کرنا)، اور حق و صبر کی وصیت بھی کارِ نیک ہے لیکن اسکے لئے ضروری ہے کہ آدمی پہلے خود احکام الٰہی کا بخوبی علم رکھتا ہو اور ان پر عمل بھی کرتا ہو، اس کے بعد وہ اپنے اہل و عیال کو آتشِ دوزخ سے نجات دلانے کی کوشش کرے (دیکھئے سورۂ تحریم آیت ۶) پھر ان میں سے ایک جماعت اس کارِ خیر کے لئے نکلے مگر اس میں بھی افہام و تفہیم اور بردباری و رواداری سے کام لے۔ لٹھ لے کر دوسروں کے پیچھے پڑ جانا کون سی شریعت میں روا ہے؟ شریعت حقہ اسلامیہ تو بناء بر نصوص قرآنی و سنّت نبوی اس امر کی اجازت دیتی نہیں ہے۔ لا اکراہ فی الدین (دین میں زبردستی کا کچھ کام نہیں) (آیۃ الکرسی)

اختلافات بلکہ جزوی اختلافات پر برافروختہ ہو جانا تعصب اور تعصب بھی جاہلانہ پر دلالت کرتا ہے اسکی ایک افسوسناک مثال گزشتہ صفحات میں دی جا چکی ہے اور ایسی ہی متعدد مثالیں قارئین کرام کے مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں کیوں کہ وقتاً فوقتاً ایسے لوگ ظاہر ہوتے رہتے ہیں جو تعصبات کی آگ بھڑکایا کرتے ہیں۔

ایک امر ضروری قابلِ غور یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اعتقادات کے حصار میں محصور ہوتا ہے اور اس کو اپنا ہی مسلک پسند ہے اگر آپ یہ چاہیں کہ

بیک گردش قلم یا بیک جنبش زباں اس کو اس کے عقائد سے منحرف کر دیں
تو ایں خیال است و محال است و جنوں، (کلام پاک میں حضرت موسیٰؑ
کے قوم کے دلوں میں گؤسالہ سامری کی محبت کے بارے میں آیت قرآنی
میں ملاحظہ فرمائیں)۔ اول تو مذہبی بحث کی چنداں ضرورت ہی
نہیں ہے بقول اکبر الہ آبادی مرحوم! مذہبی بحث میں نے کی ہی نہیں
فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں، لیکن اگر آپ کو تبادلۂ خیال کرنا ہی پڑے
تو بطریق احسن کریں جو مخاطب کے لئے باعث دل شکنی نہ ہو ورنہ آپکی
کوشش کا اثر الٹا پڑے گا اور اگر آپنے طعن و تشنیع سے کام لیا تو وہ
مزید مخالفت پر آمادہ ہو جائے گا بقول غالب مرحوم! ؎

نکالا چاہتا ہے کام تو طعنوں سے اے غالبؔ ترے بے مہر کہنے سے وہ ظالم مہرباں کیوں ہو

اور زبانی بحثا بحثی سے ہاتھا پائی تک نوبت پہونچ جانے کا اندیشہ ہے

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ ہر سال یہ دیکھنے میں آتا ہے
کہ رمضان المبارک اور محرم الحرام میں مذہبی تنازعات کچھ اور بڑھ جاتے
ہیں اور کبھی کبھی نوبت کشت و خون تک جا پہونچتی ہے۔ گھروں میں، گلیوں
پر، دکانوں پر اور بسوں میں گرما گرم مذہبی بحث جاری رہتی ہے۔ اول
تو تنازع کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں ہے اور اگر کوئی (دوسرے پر)
اعتراض کرے بھی تو بدلائل و بطریق احسن اس کا جواب دیا جائے بقول
شیخ سعدیؒ "کہ حجت قوی باید و معنوی نہ رگہائے گردن بہ حجت قوی"
آپے سے باہر ہونا دلیل میں عذر و عجز پر دلالت کرتا ہے۔ اس موقع پر تمام

فرقوں کے مسلمان بھائیوں سے میرا یہ سیدھا سادہ سوال ہے کہ اگر کوئی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہتا ہے تو آپ کے ایمان میں خلل کیوں پڑتا ہے یا اگر کوئی علیاً ولی اللہ کہتا ہے تو دوسروں کی اذان یا نماز اس سے کیوں متاثر ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی نماز ہاتھ کھول کر پڑھتا یا باندھ کر بلکہ باندھنے میں بھی سینہ کے اوپر یا نیچے باندھتا ہے تو اس سے دوسروں کی عبادت میں کیا فرق پڑتا ہے۔ یونہی کوئی رفع یدین (بوقت تکبیر ہاتھ اٹھانا) کرے یا نہ کرے، بوقت سلام انگشتِ شہادت اٹھائے یا نہ اٹھائے، آمین بالجہر کہے یا بالخفاء، کسی اور کی نماز میں اس سے کیا ہرج واقع ہوتا ہے۔ بعینہٖ اگر ایک فریق نماز تراویح بالالتزام پڑھتا ہے تو آپ کی ٹانگیں کیوں دکھتی ہیں یا اگر کوئی اپنی چھاتی پیٹتا (ماتم کرتا) ہے تو آپ کے سینہ میں درد کیوں اٹھتا ہے۔ اگر کوئی غلطی کرتا بھی ہے تو اس کا خمیازہ وہ خود ہی بھگتے گا آپ کو خدائی فوجدار کس نے مقرر کیا ہے؟ اگر آپ کسی طریقہ کو ناجائز سمجھتے ہیں تو نہ کیجئے کسی کو آپ سے تعرض کرنے کا حق نہیں پہونچتا۔ ہر فرقہ کے اپنے علماء و فقہاء، مفسرین قرآن وجامعین وشارحین احادیث اور کتب مسائل دینی موجود ہیں، یہ فریضہ و تکلیف ان کے علماء و فقہا کی ہے آپ اپنی نجات کی فکر کیجئے البتہ اگر تحقیق کا شوق ہے تو مختلف مذاہب کا بغور معروضی طور پر بہ حیثیت مجموعی تقابلی مطالعہ کیجئے اگر آپ اس نتیجہ پر پہونچیں کہ آپ کے آبائی اعتقادات برحق ہیں تو بسم اللہ ان پر مضبوطی سے

قائم رہے بقول ے : وفاداری بشرط استواری عین ایمان ہے۔ لیکن اگر آپ کو کوئی دوسرا مسلک پسند آجائے تو آپ صدق دل و خلوص نیت سے وہ مسلک اختیار کرلیں اور شماتت دیگراں اور لومۃ لائمین کو برداشت کرنے کا اپنے میں حوصلہ پیدا کریں اور اس سے جو مضر اثرات مرتب ہوں ان پر صبر کرنے کی ہمت کریں مگر اپنے قدیمی مسلک والوں سے سختی سے تعرض بھی نہ کریں لیکن بجز ان کے جو تبدیلی مسلک پر آپ سے چھیڑ چھاڑ کریں کیوں کہ ہر شخص تو محقق ہوتا ہے اور نہ دانشمند بلکہ ہماری اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہوتی ہے کہ جس مسلک پر پیدا ہوئے ہیں اسی پر مر بھی جاتے ہیں۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ گلی کوچوں میں مذہبی بحثا بحثی کرنے والوں میں سے بہت ایسے ہیں جن کو خود اپنے ہی مسلک کا بخوبی پتہ نہیں ہوتا اور دوسرے دل کے عقائد سے وہ کم ہی واقف ہوتے ہیں کسی متعصب ملّا سے کچھ سن لیا اور بمثلے "کانا اور لے دوڑے" جھٹ دوسرے پر اعتراضات کی بوچھار کردی اور اگر اس نے ان کی کوئی دکھتی ہوئی رگ دبادی تو لگے بغلیں جھانکنے بغیر علم ناحق حجت (بازی) کی قرآن پاک میں صاف صاف ممانعت پائی جاتی ہے ویسے بھی عام سمجھ کی بات یہ ہے کہ : سمجھ لیجئے گا تو سمجھائیے گا، جاہلوں کی آپس میں مذہبی بحث ایسی ہی ہوتی ہے جیسے دو اندھے ایک دوسرے کو راستہ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہوں اور دونوں میں سے کوئی بھی صحیح راستہ سے واقف نہ ہو۔ دونوں اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں کبھی کسی پتھر سے ٹکرا گئے کبھی کسی جھاڑی

میں الجھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور مومنین کو جہلاء سے منھ پھیر لینے اور انکی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ (آیت متعلقہ مقدمۂ ہذا میں ملاحظہ فرمائیں)

غالباً بے محل نہ ہوگا اگر اس ضمن میں میانہ روی، نرم دلی، بردباری اور رواداری کے متعلق چند معروضات پیش کردی جائیں کیوں کہ بدقسمتی سے عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کا مذہب کی طرف رجحان ہوتا ہے ان میں تعصب، تقشف اور تشدد کی طرف میلانِ خاطر بھی پایا جاتا ہے۔ دیگر مذاہب کے پیرؤں میں بھی یہ بات باعث تعجب ہے کیوں کہ کوئی مذہب آپس میں بیر رکھنا نہیں سکھاتا۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ بانئ مذہب کا منشاء امتدادِ زمانہ سے مسخ ہو کر کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے مثلاً گوتم بدھ بُت پرستی کے خلاف تھے مگر آج بدھ کے جتنے بت ملتے ہیں شاید ہی کسی اور دیوی یا دیوتا کے ملتے ہوں۔ یا عیسائیت کا امتیازی نشان رحمدلی ہے مگر حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں نے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے علاوہ خود عیسائیوں ہی کے مختلف فرقوں پر جو مظالم ڈھائے ہیں وہ تاریخ عالم کا ایک سیاہ باب ہے۔ اسلام امن و سلامتی اور رحمت و شفقت کا دین ہے مگر مسلمانوں کی تاریخ بھی بالکل بے داغ نہیں ہے اس میں رحم و کرم اور رافت و شفقت کی روشن اور تابناک مثالیں بھی ملتی ہیں مگر ظلم و ستم کی داستانیں بھی موجود ہیں۔ سیاسی چپقلش اور جنگ زرگری کے علاوہ اسکی ایک وجہ تعصب جاہلانہ بھی ہے

جو دین میں غلو (مبالغہ) سے پیدا ہوتا ہے اس کو مذہبی جنون کا نام بھی
دیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم میں ظلم و زیادتی کی ممانعت کے علاوہ
غلو فی الدین (دین میں مبالغہ) کی دو مقامات پر صریحاً ممانعت آئی ہے۔
لا تغلوا فی الدین اور لا تغلوا فی دینکم (دین میں یا اپنے دین میں
مبالغہ نہ کرو) حدیث رسول ہے کہ خیر الامور اوسطھا (یعنی معاملات
میں درمیانی راستہ سب سے بہتر ہوتا ہے) میانہ روی کی اسلام میں اس
حد تک تاکید ہے کہ اسمیں رہبانیت (ترک کر دینا) نہیں ہے بلکہ قول
رسول ہے کہ عبادتوں میں سے (بھی) سب سے بہتر وہ ہے جس پر مواظبت
(ہمیشگی) کی جائے"[1] مگر ایک تو ہم کو اپنے ہی دین کے متعلق صحیح
معلومات بہت کم ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہم ایشیائیوں
کے مزاج میں مبالغہ کا عنصر غالب ہے۔ وقوع نگاری یا بیانِ واقعہ
میں مشرقی تحریروں یا تقریروں میں بالعموم حقیقت مجروح (متاثر) ہوتی
ہے کسی کی تعریف کرنے پر آتے ہیں تو زمین و آسمان کے قلابے ملا
دیتے ہیں اور کسی کی مذمت کرتے ہیں تو اس کو تحت الثریٰ تک پہنچائے بغیر
دم ہی نہیں لیتے۔

یہی حال میرے معتقدات مزعومہ کا بھی ہے توحید پر مائل ہوتے ہیں
تو ہر شخص کو مشرک سمجھنے لگتے ہیں اور دینداری کی طرف راغب ہوتے ہیں

---

[1] اعتدال سے عبادت کرو اور بشارت ثواب پاؤ۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

تو اپنے سوا ہر فرد کافر نظر آنے لگتا ہے حبّ اسلام سے سرشار ہو کر حدود اللہ
اور سنت رسولؐ سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں میانہ روی کی طرح رحمدلی بھی
اسلامی شعار ہے۔ خدا رحیم ورحمن ہے اور اس کا حبیب رحمۃ للعالمین ہے
ذرا اسماء الحسنٰی پر نظر ڈالیئے بے شک اللہ تعالیٰ کے اسماء جلالی الجبار
(زبردست) القہار (غلبہ والا) المتکبرؔ (بڑائی والا) المنتقم (بدلہ
لینے والا) ہیں مگر ذرا اس کے اسمائے جمالی پر بھی نظر ڈالیئے :
الرحمٰن الرحیم (بہت مہربان ، نہایت رحم والا) السلام (سلامتی)
المومن (امان دینے والا) المھیمن (پناہ میں لینے والا) الغفار
گناہوں کا بڑا بخشنے والا) اللطیف (مہربان اور باریک بیں)
الوہاب (خوب عطا کرنے والا) الرزاق (خوب رزق دینے والا)
الفتاح (خوب کھولنے والا) الحلیم (بردبار) الغفور (بہت بخشنے والا)
الشکور (بڑا قدر دان) الحفیظ (نگہبان) المقیت (غذا دینے والا)
الکریم (بخشنے والا) الرقیب (نگہبان) المجیب (پکارنے والوں کو
جواب دینے والا) الواسع (کشائش والا) الودود (بڑی محبت کرنے
والا) الوکیل (کارساز) الولی (دوست رکھنے والا) التواب (توبہ
قبول کرنے والا) العفوؔ (بڑا معاف کرنے والا) الرؤف (بڑا مہربان)
المغنی (غنی کرنے والا) اور الصبور (صبر کرنے والا) ملاحظہ فرمایا
آپنے ؟ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں چار تو جلالی ہیں اور اٹھائیس جمالی
اب رہے وہ اسمائے صنعات کہ ہر جلالی کے ساتھ جمالی پیوستہ ہے مثلاً

القابض (سکیڑنے والا) ہے الباسط (پھیلانے والا) بھی، الخافض (پست کرنے والا) ہے تو الرافع (بلند کرنے والا) بھی، المذلّ (ذلت دینے والا) ہے تو المعزّ (عزت دینے والا) الممیت (مارنے والا) ہے تو محیی (زندہ کرنے والا) بھی، اور الضّار (ضرر پہونچانے والا) ہے تو النّافع (فائدہ پہونچانے والا) بھی،۔ اگر وہ ان کے گناہوں پر بندوں کی فوری گرفت کرے تو بجز اس کے بندگانِ برگزیدہ (مصطفین) کے کوئی متنفس بھی عذاب سے نجات نہ پاسکے۔ وہ سب کو پالتا ہے اپنی نعمات سے نوازتا ہے وہ بڑی مہلت دینے والا ہے۔ بندہ بار بار گناہوں کا ارتکاب کرتا رہتا ہے مگر جب بھی صدق دل سے توبہ کرتا ہے وہ معاف کر دیتا ہے بیشک اس نے انسانوں کی عبرت کے لیے کئی قوموں پر اپنا عذاب نازل فرمایا وہ سرکشوں، ظالموں اور نافرمانوں سے بخوبی واقف ہے مگر وہ ان کو سزا دینے میں عجلت سے کام نہیں لیتا۔ ان کو راہ راست پر آنے کے مواقع بر مواقع دیتا رہتا ہے جیسے اس نے بنی اسرائیل کو بھی بار ہا دیئے تھے وہ مومنوں پر بے حد شفیق ہے ان کے والدین سے بھی زیادہ وہ اتنا مہربان اور توبہ قبول کرنے والا ہے کہ اسکی رحمت سے مایوسی کفر ہے چنانچہ اس نے فرما دیا ہے کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسکی رحمت اسکے غضب پر غالب ہے یہ میرا اپنا استخراج نہیں ہے بلکہ قول رسول سے اسکی صریحاً تائید ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضہ سے

روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جس وقت مخلوق کو پیدا کیا تو خود اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آئے گی" (یہ روایت متفق صحیح ہے) ترمذی شریف جلد ۲ نمبر صفحہ ۱۳۹۱)

کیوں کہ وہی تو ان کا خالق ہے اور اس کے برابر کون جان سکتا ہے کہ انسان کمزور (ضعیف) بنایا گیا ہے وہ انسان، ظلوم (بڑا نادان) جہول بڑا جاہل، کفور (بڑا ناشکرا)، عجول (بڑا جلد باز) قتور (تنگدل) مختال (اترانے والا) ھلوعاً (تھڑ دلا) فخور (گھمنڈی) اور جھگڑالو (جدل کرنے والا) مگر اسی (اللہ) نے انسان ضعیف البنیان کو اتقن (مضبوط) بھی بنایا ہے اور بہترین (جوڑ بند) انداز کے ساتھ (احسن تقویم) پیدا کیا ہے[1] اس کو بے پناہ صلاحیتیں بخشی ہیں۔ اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس نے انسان کو قوت تمیز عطا فرمائی ہے پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی کہ جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا وہ مراد کو پہونچا اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ خسارہ میں رہا۔"

(۸ تا ۱۰) ۹۱۔ پھر اس (اللہ) نے ہر قوم کے لئے ہدایت کرنے والے بھیجے (لکل قوم ھاد) جن کو اخلاق حسنہ سے نوازا۔ چنانچہ حلم بردباری خود اللہ تعالیٰ کی بھی ایک صفت ہے اس نے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں

---

[1] یہ تمام صفات انسانی مختلف آیات قرآنی سے ماخوذ ہیں (مولف)

فرمایا کہ " بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے ۔ (۱۱۴) ۔ ۔ ۔
اللہ نے حضرت زکریا کو ایک بردبار لڑکے (یحیٰی) کی خوشخبری دی اور
وہ لڑکپن ہی سے پرہیز گار تھے۔
یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے جن کو پروردگار
عالم صفات حسنہ سے آراستہ کرتا رہا جن میں سے بعض کی بعض صفات قرآن میں
مذکور بھی ہیں مثلاً حضرت یحیٰی کے بارے میں (سورہ ۱۹ آیت ۱۳)
اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں (سورہ ۱۹ آیت ۳۲) اور اسی طرح بعض
دیگر انبیاء و مرسلین کی مدحت و ثناء کلام پاک میں آئی ہے ۔ یہاں تک کہ
امت مسلمہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو مبعوث برسالت فرمایا ان کو خلق عظیم پر فائز کیا، تمام عالمین
کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ان کے ذکر جمیل کو بلند فرمایا اور ان کے اسوہ حسنہ
کی پیروی کو ہمارے لئے باعث خیر و برکت بلکہ وسیلہ نجات قرار دیا ۔ وہ صبر
و علم اور رافت و شفقت کے پیکر تھے اور پروردگار عالم نے یوں تو اپنی
محکم کتاب میں اپنے حبیبؐ کی بہت حمد و ثناء فرمائی ہے کہ آنحضرت کے
اسمائے مبارکہ ہی محمدؐ (بہت سراہا ہوا) و احمد (بہت سراہا ہوا)
ہیں تاہم بدخو (فظ) اور سخت دل (القلب غلیظ) مسلمانوں کیلئے
یہ آیہ کریمہ خصوصی توجہ اور غور کے لائق ہے کہ " (اے محمدؐ!) خدا کی
مہربانی سے تمھارا افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے
اور اگر تم بدخو اور سخت دل (فظاً غلیظ القلب) ہوتے تو یہ تمھارے پاس

سے بھاگ کھڑے ہوتے (۱۵۹)" ۳- اپنے مومن اور دیندار بھائیوں سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ جب ہمارے لئے اپنے پیارے نبی کا اسوہ حسنہ پیروی کے لئے موجود ہے اور پروردگار عالم نے انکی پیروی کی تاکید فرمائی ہے تو ہم اور آپ جو تند خوئی، سخت دلی اور تشدد پسندی وغیرہ پر مائل ہیں تو ہم نے اور آپ نے کس کو اپنا نمونہ عمل (آئیڈیل) قرار دے رکھا ہے اور ہم کیوں بھٹکے پھرتے ہیں قرآن حکیم جو ہر ریب و تشکک سے بالا تر ہے اور آنحضرت کی سیرت طیبہ ہمارے پیش نظر ہے تو ہم اس روشن مبین، کتاب اور چمکتے چراغ (سراج منیر) سے ہدایت کی روشنی کیوں حاصل نہیں کرتے۔

ہماری مثال تو ایسے شخص کی سی ہے جو ایک کمرہ میں ہے جہاں چراغ جل رہا ہے مگر اس نے اپنی آنکھیں بھینچ کر بند کر رکھی ہیں اور باہر نکلنے کے لئے ہاتھ ٹوٹیاں مارتا پھرتا ہے کبھی کسی چیز سے ٹھوکر کھا جاتا ہے کبھی دروازہ یا دیوار سے ٹکرا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تو مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی اور ہمدرد قرار دیا ہے اور مسلمان محبت کے بجائے نفرت کے الاؤ میں جل رہے ہیں حالانکہ جب ہمارے دینی دشمن ہم پر حملہ کرتے ہیں تو یہ نہیں دیکھتے کہ کوئی شیعہ ہے کہ سنی، اہل قرآن ہے یا اہل حدیث بریلوی ہے یا دیوبندی۔ اللہ اللہ! دشمنوں کی نظر میں سب مسلمان ایک ہیں مگر خود مسلمانوں کی نظروں میں وہ ایک نہیں ہیں۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است، ہمارے اسلاف

صالحین اپنے اخلاق حسنہ اور تالیف قلوب سے کافروں کو مسلمان کر لیا کرتے تھے جس کا زندہ ثبوت برصغیر پاک و ہند میں کروڑوں فرزندان توحید کا وجود مسعود ہے، اب ان ہی بزرگوں کے بعض اخلاف اشرار کا لے دے کے یہی کام رہ گیا ہے کہ وہ جزوی اختلافات عقائد کی آڑ میں مسلمانوں کو کافر بلکہ مرتد گردان کر گشتنی وگردن زدنی قرار دیں حالانکہ اللہ نے بارہا نجات پانیوالوں کی جو نشانیاں اپنی روشن کتاب میں بتائی ہیں وہ سب ان میں موجود ہیں لہ

لہ جو لوگ خدا پر بھروسہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں گے اور عمل نیک کریں گے خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی یا ستارہ پرست (وَالصَّٰبِـُٔونَ) یا عیسائی ان کو (قیامت کے دن) نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۱۹) ۵-

اسی سورۃ کی آیات ۸۲ تا ۸۵ نصاریٰ کے بارے میں . . . . . . ملاحظہ فرمائیں جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے بنصوص قرآن کے عین مطابق ہے ایمان، اعمال صالحہ اور حق و صبر کی باہمی وصیت (سورۃ العصر) بامراد ہونے کیلئے کافی ہے۔ اس ضمن میں بکثرت آیات نازل ہوئی ہیں . . . .

. . . . . . ان میں لفظ ایمان کی تعریف اور اعمال صالحہ کی تشریح موجود ہے اگر ملا اپنے زور بیان اور خطابت سے بینات کو متشابہات میں تبدیل کرنے کی سعی ناشکور کرے تو کان نہ دھریں بقول کامل لکھنوی مرحوم:

دکھایا جہل نے تحقیق کا اثر الٹا مقدمات بدیہی بھی ہو گئے نظری

اسی طرح آنحضرتؐ سے بھی متفقہ و معتبرہ احادیث وارد ہوئی ہیں جنکی روشنی میں بعض شرائط کے ساتھ ہر کلمہ گو نجات اخروی کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ مگر دنیا پرست ملاؤں کے حلقے تکفیر (کفر سازی) کے کارخانے بنے ہوئے ہیں ان کے خود ساختہ سانچوں میں خود ان کے سوا کوئی اور مسلمان ڈھلتا ہی نہیں ہے ہمارے رسول نے تو اپنی حیات طیبہ میں تالیف قلب، بردباری اور رواداری کی بے مثال مثالیں پیش کی ہیں حتیٰ کہ

ور بمطابق علامہ اقبالؒ "تاویل سے قرآن کو بنا دیتے ہیں پاژند"، خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں۔ ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق" بے شک جو امور دین سمجھ میں نہ آئیں ان کو سمجھنے کے لئے علمائے خیر سے رجوع کیجئے جو دنیا پرست نہ ہوں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑوانے والے نہ ہوں۔ ایسے اصحاب کی پہچان مشکل ضرور ہے مگر محال نہیں ہے اور ڈھونڈھنے والوں کو سمجھ اور کاوش سے کام لینا ہوگا۔

؎ ابوایوب سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس اور کہنے لگا مجھ کو بتلایئے کوئی ایسا کام جس کو میں کروں وہ نزدیک کردے مجھ کو جنت سے اور دور کردے جہنم سے" آپ نے فرمایا کہ وہ کام یہ ہے تو پوجے اللہ کو اور شریک نہ کرے اس کا کسی کو، اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوٰۃ کو، اور ملا دے ناتے کو جب وہ" جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا۔ آپ نے فرمایا اگر یہ چلے گا ان باتوں پر جن کا حکم کیا گیا

راس المنافقین عبداللہ بن ابیٔ سلولی تک کو طبیعی موت تک کی مہلت دے
کر اس کا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا نہ صرف یہ بلکہ اسکی وصیت کے مطابق اپنا
پیرہن مبارک اس کے کفن کے لئے عطا فرما دیا (حالانکہ یہ بتا دیا کہ اس
سے اس کو کچھ فائدہ نہ پہونچ سکے گا) انتہا یہ ہے کہ اگر وحی ربانی مانع

یا میں نے جن کا حکم کیا تو جنت میں جا دے گا۔" المعلم الترجمہ صحیح مسلم۔
مطبوعہ مطبع احمدی۔ لاہور۔ ۱۳۰۱ھ) صحیح مسلم کی اسی جلد اور اسی باب
میں متعدد احادیث اسی مطلب پر مشتمل موجود ہیں، قارئین کرام میں جو
صاحب چاہیں وہ صحیح مسلم سے رجوع فرمائیں ۱۔
امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام نے اپنے آبا و اجداد کی اسناد کے حوالہ سے
یہ حدیث شریف آنحضرتؐ کی ورود نیشاپور کے وقت روایت کی جسکو بیس
تا چوبیس ہزار طالبان حدیث و محدثین نے جن میں اسوقت (دور مامون الرشید
عباسی) کے مشہور حافظان حدیث ابو برزعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی
بھی تھے تحریر کیا۔ وہ حدیث نبوی یہ ہے "ابو القاسم سے رسول اللہؐ نے
فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کلمہ لا الہ الا
اللہ میرا حصن ہے اور جو میرے حصن میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے
بے خوف ہوا،، اور ایک روایت یہ ہے کہ جناب امامؑ نے اس حدیث کو بیان
فرمایا تھا کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے
اور ارکان کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے" امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

د مزاحم نہ ہو جاتی تو آپ تو اسکی نماز جنازہ بھی پڑھانے پر آمادہ تھے۔ اللہ اللہ! ایسے دین کے ماننے والے اور ایسے رسولؐ کی امت کے افراد مذہب کے مقدس نام پر خود اپنوں ہی پر کیا کیا مظالم روا رکھتے ہیں۔ یہ ایک المناک اور عبرت انگیز داستان ہے [3]

مذہبی بحث کے سلسلہ میں چند مزید امور کو بخوبی ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

(۱) اگر زید نے بحث میں بکر کو ہرا دیا تو اس سے بکر کے مسلک کا بطلان لازم نہیں آتا چوں کہ اللہ نے ہر دین پر ایک علیم (بڑا عالم) پیدا کیا ہے۔

(۲) ہر فرقہ کے افراد کو سمجھ لینا چاہیئے کہ نہ ہر فرقہ کا ہر فرد ان کا مذہب اختیار کرے گا اور نہ اس فرقہ کے سوا تمام فرقوں کے لوگ صفحہ ہستی سے معدوم ہو جائیں گے (بجز اس کے مشیت الٰہی کا مقتضا ہو)۔ ورنہ اگر اللہ چاہتا تو سب ایک ہی مذہب کے ماننے والے ہوتے دوسرے مذاہب کا وجود ہی نہ ہوتا

کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث کو انھیں اسناد کے ساتھ پڑھ کر دیوانہ پر پھونکا جائے تو البتہ اس کو افاقہ ہوگا (صواعق محرقہ) (مسند امام رضا علیہ السلام طبع مصر ۱۳۴۱ھ) اکثر کتابوں میں ہے کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ "میں نے جو کہا وہ ایک شرط اور بہت سی شرطوں کے ساتھ ہے اور میں بھی انھیں شرطوں سے ایک ہوں" (تاریخ الائمہ)

[3] چند سال قبل ایک اسلامی ملک میں مسلمانوں میں خانہ جنگی کے درمیان ہونے والے ہولناک حادثات پر راقم الحروف کے دل سے یہ یہ فریاد نکلی تھی کہ: دھائی ہے تری اے صاحب امت دھائی ہے۔
مسلمانوں کے ہاتھوں سے مسلمانوں پہ کیا گزری

مگر یہ اللہ کی سنت جاریہ نہیں ہے۔

نکتہ۔ اس ضمن میں یہ نکتہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ شکل وصورت اور طبیعت کی طرح ہر فرد کا انداز فکر بھی منفرد اور ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ چنانچہ ہر شخص کا تصور الٰہیت جداگانہ ہے کیوں کہ اس نے ایک بت بے پیکر، تراشا ہوتا ہے۔ تصور الوہیت کی طرح ہر فرد کا تصور نبوت بھی دوسروں سے کسی قدر مختلف ہوتا ہے۔

آخر میں اس بندۂ ناچیز کی اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ مخلصانہ اور دردمندانہ اپیل ہے کہ آیئے ہم سب مسلمان لوگ (بلحاظ فرقہ وگروہ) مشترکہ عقائد پنجگانہ کہ اللہ ہمارا رب، محمدؐ ہمارے نبی، اسلام ہمارا دین، قرآن ہماری کتاب، اور کعبہ ہمارا قبلہ پر متحد و متفق ہو جائیں۔ ایک فرقہ دوسرے فرقہ اور ایک گروہ دوسرے گروہ کے معتقدات پر نہ معترض نہ ان سے متعرض (چھیڑ چھاڑ کرنے والا) ہو جو ملا مختلف فرقوں کے گروہوں کے درمیان افتراق وانتشار پیدا کرنے کی کوشش کرے اس کو رد کر دیں۔ تعصب تقشف اور تشدد کی راہ چھوڑ کر بوقت ضرورت افہام وتفہیم اور صبر وتحمل سے کام لیں۔

علمائے کرام سے میری مودبانہ التماس ہے کہ اس بندۂ ناچیز کو اسکی خامیوں، کوتاہیوں، غلطیوں اور غلط فہمیوں وغیرہ سے براہ راست مطلع فرمائیں تاکہ میں ان کی قیمتی تجاویز اور ان کے گراں قدر مشوروں سے استفادہ واستفاضہ کر کے بقدر ضرورت آئندہ ایڈیشن میں

حک و اصلاح اور ترمیم و تنقیح کر سکوں۔
جمیع مومنین و مسلمات سے گزارش ہے کہ مجھ گنہگار کے حق میں دعائے خیر کریں۔

اے / ۲۲۳ بلاک الیف نارتھ ناظم آباد کراچی ۳۳

بندہ ناچیز

(ریٹائرڈ پروفیسر) سید وصی رضا

مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۸۰ء

بمطابق ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ ہجری

بروز جمعہ۔

شیخ شوکت علی پرنٹرز کراچی

اسلام ... اور اُسکا تصوّرِ عدل

اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے

(مجھے اختیار دیا جائے)

تو میں

صاحبانِ توریت کے درمیان توریت سے صاحبانِ انجیل کے درمیان انجیل سے صاحبانِ زبور کے درمیان زبور سے

اور

صاحبانِ قرآن کے درمیان قرآن سے ایسا فیصلہ کردوں کہ ہر کتاب پکار اٹھے

"علیؑ کا فیصلہ برحق ہے"

Price Re. 1.00